تجویز بہ سلسلہ رِحم کو کرایہ یا عاریت پر دینا

تئیسواں فقہی سمینار منعقدہ: ۲۸ ربیع الثانی تا یکم جمادی الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۱-۳/مارچ ۲۰۱۴ء، جامعہ علوم القرآن جمبوسر، گجرات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس فطرت پر پیدا کیا ہے، اس پر قائم رہنے میں نہ صرف آخرت کی نجات ہے؛ بلکہ دنیا کی بھی فلاح ہے، شریعتِ اسلامی چونکہ اس ذات کی نازل کی ہوئی ہے، جس نے اس کائنات کو وجود بخشا ہے اور اس کی فطرت بنائی ہے؛ اس لئے یہ شریعت پوری طرح فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ ہے "فطرة اللّٰه التی فطر الناس علیها"۔ شیطان چونکہ انسانوں کا دشمن ہے، اس لئے اس کی خاص مہم یہ ہے کہ بنی نوعِ انسان کو فطرت سے بغاوت پر اکسایا جائے اور اس کو اُن فطری قوانین سے برگشتہ کر دیا جائے، جن میں اس کی بھلائی مضمر ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے عزائم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"ولأضلّنّهم ولأمنّینّهم ولاٰمرنّهم فلیبتّکنّ آذان الأنعام ولاٰمرنّهم فلیغیّرنّ خلق الله ومن یتخذ الشیطان ولیًّا من دون الله فقد خسر خسرانًا مبینًا" (نساء:۱۱۹)۔

افسوس کہ موجودہ مغربی تہذیب اس تصور پر مبنی ہے کہ انسانی زندگی میں مذہب واخلاق کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے؛ اس لئے وہ فطرت سے بغاوت کی راہ پر چل رہی ہے، نکاح کے بجائے غیر قانونی رشتہ کی اجازت، ہم جنسی کی اجازت، بے پردگی وعریانیت کو بنیادی حق کی حیثیت دینا، نسلِ انسانی کی افزائش کو روکنا اور اس طرح کے کتنے ہی مسائل ہیں، جو پوری طرح اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی فطرت سے متصادم ہیں، اور ان کا ارتکاب نہ صرف اخلاقی نقطۂ نظر سے بلکہ طبی پہلو سے بھی سخت ضرر رساں ہے، اور لاعلاج بیماریوں کو پیدا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں میں افزائشِ نسل کے لیے جنسی جذبات رکھے ہیں، اور ان میں انسان بھی شامل ہے، لیکن اس باب میں انسان کو ایک خصوصی شرف عطا کیا گیا ہے کہ وہ عفت وعصمت کا جوہر رکھتا ہے، صنفی اعتبار سے شوہر اور بیوی کی وفاداری ایک دوسرے تک محدود ہوتی ہے، شوہر وبیوی کے ذریعہ توالد وتناسل کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے، یہ انسانی فطرت ہے، اور پہلے انسان ابو البشر حضرتِ آدمؑ کے وقت سے یہ سلسلہ جاری وساری ہے:

"یا أیها الناس اتّقوا ربّکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبثّ منهما رجالًا کثیراً ونساءً" (النساء:۱)۔

اسی سے خاندان وجود میں آتے ہیں، والدین اور اولاد کی شناخت قائم ہوتی ہے، اور ایک دوسرے سے متعلق حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین ہوتا ہے، دوسرے جانداروں کا کوئی خاندان نہیں ہوتا، نہ ان کی کوئی نسلی شناخت ہوتی ہے، اور نہ ہی ایک دوسرے کے حقوق اور ذمہ داریوں کا اس طرح کا نظام ہوتا ہے جو نظام انسانی سماج میں پایا جاتا ہے، یہ پہچان سماجی اعتبار سے

انسان کا بہت بڑا اشرف ہے؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے احسانات میں شمار کیا ہے:

"یا أیها النّاس إنّا خلقناکم من ذکر و أنثی و جعلناکم شعوبًا و قبائل لتعارفوا" (الحجرات:۱۳)۔

ایک اور موقع پر فرمایا گیا ہے:

"وهو الّذی خلق من الماء بشراً فجعله نسباً و صهراً" (الفرقان:۵۴)۔

عصرِ حاضر میں خدا نا آشنا اور اخلاق بیزار تمدن اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ انسان صنفی مسائل میں پوری طرح قانونِ فطرت سے آزاد ہوجائے اور اپنی شناخت کو کھودینے میں اسے کوئی تأمل نہ ہو، ایسی ہی صورتوں میں ایک وہ ہے جس کو رحم کو کرایہ پر یا عاریت پر دینے سے تعبیر کیا جاتا ہے، آج کل اس کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں:

الف: مادۂ منویہ شوہر کا ہو، بیضہ اجنبی عورت کا ہو، اور اس کی پرورش خود اس شخص کی بیوی کے رحم میں ہو۔

ب: مادہ شوہر کا ہو، بیضہ خود اس کی بیوی کا ہو، لیکن جنین کی پرورش اجنبی عورت کے رحم میں ہو۔

ج: مادہ اجنبی مرد کا ہو، بیضہ اس عورت کا ہو جو اپنے شوہر کی اجازت سے اولاد کی خواہاں ہو، اور کسی اور عورت کے رحم میں اس کی پرورش ہو۔

د: مادہ اجنبی مرد کا ہو، جو عورت اولاد کی خواہاں ہے، اسی کا بیضہ ہو، اور خود اسی کے رحم میں جنین کی پرورش ہو۔

ان چاروں صورتوں میں یہ بات مشترک ہے کہ یا تو جو عورت ماں بننا چاہتی ہے، اس کی اولاد کے لئے اجنبی مرد کا مادہ استعمال کیا جائے یا اجنبی عورت کا بیضہ، یا اجنبی عورت کا رحم، ان تمام ہی صورتوں میں متعدد اخلاقی اور نفسیاتی مفاسد شامل ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

☆ ایک عورت اپنے رحم میں ایک اجنبی مرد کے نطفہ کی پرورش کرتی ہے، اس طرح وہ انجام اور مآل کے اعتبار سے اسی فعل کی مرتکب ہوتی ہے جس کا ارتکاب کوئی زانیہ عورت کرتی ہے۔

☆ یہ بات انسانی شرافت کے مغائر ہے کہ اس کے اعضاء اور خاص کر صنفی اعضاء کا استعمال متاعِ تجارت کی طرح ہونے لگے۔

☆ اس سے مادریت کا تقدس مجروح ہوتا ہے، اور اس طرح بے حد مقدس و محترم اور پاکیزہ رشتہ ایک تجارتی عمل کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔

☆ اس سے نفسیاتی اثرات پڑ سکتے ہیں، جس عورت نے نو دس ماہ حمل کی تکلیف اٹھائی ہو، بچہ پیدا ہوتے ہی اسی بچے سے اس کی گود محروم ہوجائے، یہ بات اس کو سخت صدمے سے دوچار کرسکتی ہے، یہاں تک کہ اس کے دماغ پر بھی اثر انداز ہوسکتی ہے۔

☆ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ماں چونکہ اپنے پیٹ میں بچہ کی پرورش کے وقت اور پھر ولادت کے مرحلہ میں غیر معمولی تکلیف سے گزرتی ہے، چنانچہ خود قرآنِ کریم نے "حملته أمّه كُرهًا و وضعته كُرهًا" (الاحقاف:۱۵) کے الفاظ میں اس کا نقشہ کھینچا ہے، جو عورت ان مشقتوں سے گزری نہیں ہو، کیا اس کے دل میں وہی دردمندانہ جذبات پیدا ہوسکتے ہیں، جو ان مرحلوں سے گزرنے والی ماں کے اندر ہوتے ہیں؟

☆ جس شوہر نے اپنی بیوی کے لئے کسی اجنبی مرد کے نطفہ کو قبول کیا ہو، کیا اس کے بارے میں توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کے نتیجے میں اگر لڑکی پیدا ہوئی تو وہ اس کے ساتھ ایک باپ جیسا رویہ اختیار کرے گا، اور عصمت وآبرو کے پہلو سے وہ اس فطری حجاب کو برقرار رکھے گا جو ایک باپ اور بیٹی کے درمیان ہوتا ہے۔

☆ اس کی وجہ سے بیضہ دینے والی، حمل کی تکلیف اٹھانے والی خواتین کے درمیان مولود کے حق پرورش کے بارے میں نزاع پیدا ہوسکتا ہے؛ بلکہ اس طرح کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔

☆ سب سے اہم بات یہ ہے کہ نسلی شناخت اور تشخص انسان کے لئے سرمایۂ افتخار ہے، اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کی یہ شناخت کھونے نہ پائے، شناخت کا کھوجانا اس کے لئے انتہائی ذلت کی بات ہوتی ہے، اور وہ ہر طریقے پر اس کا تحفظ چاہتا ہے، اسی لئے شریعت نے زنا کو اتنی شدت کے ساتھ منع کیا اور اس کے لئے سخت ترین حد مقرر کی ہے، خود جس شخص کو باپ یا ماں کے بارے میں شک ہو کہ معلوم نہیں کہ میری ماں یہ ہے یا وہ ہے؟ تو یہ بات بھی اس کے لئے بے حد تکلیف دہ ہوتی ہے، نسب کی شناخت جیسے باپ سے متعلق ہوتی ہے، ویسے ہی ماں کے ساتھ بھی اس کا تعلق ہوتا ہے؛ بلکہ بعض خاندان تو اولاد نرینہ نہ ہونے کی صورت میں ماں کی طرف سے ہی چلتے ہیں۔

ان مصالح کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اجلاس متفقہ طور پر فیصلہ کرتا ہے کہ:

۱- بطور اجارہ یا عاریت کسی عورت کا اپنے رحم میں اجنبی مرد کے نطفہ یا دوسرے کے بیضہ کی پرورش کرنا قطعاً حرام ہے، یہ انسان کو اس کی شناخت سے محروم رکھنے کی ایک سازش ہے، اور اللہ تعالیٰ کے قانون اور اس کے بنائے ہوئے فطری نظام سے بغاوت ہے۔

۲- کسی مرد کے لئے یہ بات قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنا مادہ کسی اجنبی عورت کے رحم میں بار آور کرنے کے لئے یا اس کے بیضہ سے اختلاط کے لئے دے۔

۳- ڈاکٹروں کے لئے بھی یہ بات جائز نہیں کہ وہ ایسے غیر اخلاقی عمل میں تعاون کریں۔

۴- حکومتِ ہند کو ایسا قانون بنانا چاہئے جو انسانی اہانت، شرافتِ انسانی کی پامالی اور نسب کے اختلاط پر مبنی اس عمل کو سختی سے روکے۔

۵- برادران وطن سے بھی اپیل کی جاتی ہے کہ وہ حکومت سے اس اہانت آمیز عمل کو روکنے کے سلسلہ میں مطالبہ کریں؛ کیونکہ اس طرح کے غیر اخلاقی، حیا سوز، قانون فطرت کے مغائر فعل کی کسی بھی مذہب میں اجازت نہیں۔

۶- اس قانون کے علاوہ بھی علماءِ ہند کا یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے کسی بھی عمل کی اجازت دینے سے باز رہے جو مذاہب کے مسلمہ اخلاقی اقدار اور ہندوستان کی ثقافتی روایات کے مغایر ہو۔

☆☆☆